ڈاکٹر محمد افضال بٹ

استاد شعبہ اُردو ،جی سی ویمن یونیورسٹی،سیالکوٹ

فروغِ اُردو ادب میں تحقیق و تنقید کا کردار

Dr Muhammad Afzal Butt

Chairperson Department of Urdu, GC Women University, Sialkot.

Role of Research and Critical Appreciation in Promotion of Urdu Literature

Literature is that type of a term which enlights us about the civilization, culture, religious and politics of an area or nation, In fact, if we want to know about the real history of a tribe or a place that we should study its literature. The basic purpose of a writing that considers the matul links of literature, research and criticism is to prove solid footings for thought and studies In addition, such writing follows critical point of view and creative awareness to play a significant role in promotion of literature.

Key words: *Literature, Civilization, Culture, Religious, Politics, Literature, Research, Creative, Awareness.*

ادب ایک ایسی جامع اصطلاح ہے جس کے ذریعے ہم کسی علاقے اور قوم کی تہذیب و ثقافت، رہن سہن، مذہب اور سیاست سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں، بلکہ ہمیں اگر کسی قبیلے یا خطے کی حقیقی تاریخ معلوم کرنا مقصود ہو تو اس عہد کے ادب کی ورق گردانی کرنا ضروری ہے۔ جس تحریر میں ادب، تحقیق اور تنقید کے باہمی ربط کو بیان کیا گیا ہو اس کا مقصد افکار و مطالعہ کی بنیاد فراہم کرنا، تنقیدی نقطہ نظر اور تحقیقی شعور کی روش پر چلتے ہوئے فروغ ادب میں کلیدی کردار ادا کرنا ہے۔

ادب میں تنقید اور تحقیق کو بہت اہمیت حاصل ہے جب ہم تنقید کا لفظ سنتے یا پڑھتے ہیں تو ہماری سوچ فوری طور پر کھرے کھوٹے میں تمیز کرنا یا کھرے کھوٹے کی پہچان کرنے پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ تنقید کی ابتدا روز اول سے اسی وقت ہو گئی تھی جب ابلیس نے اللہ کی تخلیق یعنی حضرت آدمؑ کے وجود کو سجدہ کرنے سے انکار کیا۔ آدمؑ کی ہستی کو اپنے آپ سے کم تر

ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ جب کہ اللہ رب العزت نے فطرت کے عین مطابق تحقیق و تنقید دونوں پہلوؤں کے پیش نظر انسان کو دعوت غور و فکر اور پرکھ جیسی صلاحیتوں سے نوازا۔

"اس طرح ہم نشانیاں کھول کھول کر پیش کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے جو سوچنے سمجھنے والے ہیں"(۱)

ہم کہ سکتے ہیں کہ تخلیق، تحقیق اور تنقید کا تصور ابتدائے آفرینش سے ہی معرض وجود میں آچکا تھا۔ رفتہ رفتہ تحقیق اور تنقید دو علیحدہ علیحدہ اصناف کی شکل اختیار کر گئیں۔ بعض جگہ پر دونوں نے اپنا اپنا علیحدہ وجود برقرار رکھا لیکن چند ایک مقامات پر دونوں ایک دوسرے میں ضم ہو گئیں یوں ہم کہ سکتے ہیں، بے شک تنقید اور تحقیق دونوں لازم ملزوم ہیں ان دونوں کا آپس میں ربط معاشرہ اور ادب کی ترقی کا باعث بنتا ہے۔

تخلیق کسی قسم کی بھی ہو رونما ہونے کے فوری بعد تحقیق اور تنقید کی لپیٹ میں آجاتی ہے یعنی اس کی جانچ پرکھ کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ اس عمل سے گزرنے کے بعد ہی ہم کسی تخلیق کی حیثیت اور اہمیت کے بارے میں کوئی رائے قائم کر سکتے ہیں۔ حقیقت میں اسی تحقیق اور تنقید کے مادے کی وجہ سے اللہ تعالی نے انسان کو اشرف المخلوقات کے منصب پر فائز کیا ہے کیوں کہ ان صلاحیتوں کو بروئے کار لا کر انسان اپنے برے اور بھلے کی پہچان کر سکتا ہے علم اور جہالت میں تمیز کر سکتا ہے۔

علم مومن کی وہ شان ہے جس سے محبت، رواداری اور تہذیب کی کرنیں پھوٹتی ہیں اختلاف علم کا حصہ بنے لیکن اختلاف (تنقید) خلوص اور نیک نیتی سے ہونا چاہیے ہر قسم کے تعصب، منافقت اور جانبداری سے مبرا ہونا چاہیے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اختلاف اصولی ہو تو باعث برکت ہے اس کی بدولت ادب کی نئی راہیں کھلتی ہیں جو ادب کی ترقی میں مدو معاون ہیں۔ تنقید اختلاف کرنے کا شعور اور سلیقہ سکھاتی ہے، ادب یا فن پارہ ہمیں مہذب انسان بناتا ہے جس معاشرے میں یہ قدریں ناپید ہو جائیں وہ معاشرہ بانجھ تصور کیا جاتا ہے۔

تخلیق ادب، تحقیق اور تنقید ایک بے حد مضبوط اور مستحکم مثلث ہے ان تینوں کا آپس میں مربوط ربط ہی سماج کی بقا اور روز افزوں ترقی کا ضامن ہے۔ بنی نوع انسان جب اس کرۂ ارض پر بے ترتیب زندگی گزار رہا تھا تو اسے اپنی زیست کو ترتیب میں لانے اور اپنے خیالات، احساسات، جذبات اور ضروریات کی تکمیل کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس مقصد کے حصول اور ایک معاشرے کی تشکیل کے لیے حضرتِ انسان نے ادب کا سہارا لیا۔

ادب کا بالواسطہ تعلق انسان اور معاشرے میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیوں سے ہے ان تبدیلیوں میں تہذیب وثقافت، اقدار، رہن سہن اور عقائد و نظریات کا عمل دخل بہت زیادہ ہوتا ہے اگر ہمیں ماضی کی درست تاریخ کا مطالعہ کرنا

درکار ہو تو ہمیں اس عہد کے ادب سے استفادہ کرنا چاہیے کیوں کہ ادب میں ماضی پرستی کا عنصر اور جدیدیت کا رنگ آنے والی نسلوں اور معاشرے کے لیے مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔

"لٹریچر کا ترجمہ میں عام طور پر ادبیات کیا جاتا ہے جو اپنے اصل مفہوم کے لحاظ سے یہ ظاہر بے جوڑ سا معلوم ہوتا ہے لیکن غالباً اس سے بہتر ترجمہ ممکن نہیں۔ ہر چند اول عربی زبان میں ادب کا لغوی مفہوم وہی تھا جو انسان کے بلند شریفانہ خصائل کو ظاہر کرتا ہے اور جس کے لیے ایک دوسرا لفظ "تہذیب" بھی موجود ہے لیکن بعد کو استعارہ اس سے وہ تمام علوم مراد لیے جانے لگے جو ذہنی شائستگی اور تمدنی تعلقات کی پاکیزگی سے متعلق ہیں اور چونکہ لٹریچر کا مقصود بھی یہی ہے اس لیے غالباً ادبیات سے بہتر اس کا ترجمہ ممکن نہیں"[۲]

ادیب، شاعر سماج کا ایک حساس طبقہ ہے اس لیے سماج کے اتار چڑھاؤ پیش آنے والے واقعات اور حادثات سے جتنا وہ متاثر ہوتا ہے اتنا ہی کوئی دوسرا ای طبقہ ہوتا ہے وہ اس انداز اور اس طرح کا ادب تخلیق کرتا ہے جس میں اس دور کی چلتی پھرتی تصویر دکھائی دیتی ہے اس کی ذہنی سطح عام لوگوں سے بہت بلند ہوتی ہے بلکہ میرے خیال میں یہ ایک خاص عطا ہے جو اسے رب کریم کی طرف سے میسر آتی ہے اور وہ اس خداداد صلاحیت کا بھرپور استعمال کر کے اپنی حیثیت اور اہمیت کو اجاگر کرتا ہے وہ ایک طرف تو معاشرے میں جنم لینے والی چھوٹی سی چھوٹی برائی کو بڑی گہری نظر سے دیکھتا ہے تو دوسری طرف انسانیت کی فلاح کے لیے کی جانے والی سرگرمیوں کا احاطہ کرتا ہے۔

" ادب ایک سماجی عمل ہے ادب کے وسیلے سے مختلف سماجوں اور معاشروں نے اپنے مجموعی انداز فکر، مختلف ریوں، اپنی ثقافت اور اپنے شعور کا اظہار کیا ہے۔ ادب کو ہر مہذب معاشرے نے صرف گہری توجہ کا مستحق ہی نہیں سمجھا بلکہ ادب کے آئینے میں اپنے بطون کو تلاش کیا۔ یہی وہ حقیقت ہے جس کی بنا پر اعلی ادب آفاقی ہوتے بھی قومیہو تا ہے وہ کسی قوم کی اقدار کا تخلیقی اظہار ہوتا ہے اور کسی خاص دور کے انداز فکر کی نہایت معتبر شہادت ہوتا ہے ایسی شہادت کہ دوسری تاریخی دستاویزیں اس کی جگہ نہیں لے سکتیں کیونکہ دستاویزوں میں انسانی شعور اور لاشعور کی آویزش فرد اور معاشرہ کی ایسی کشمکش، عمل اور عمل کا ایسا سلسلہ نہیں ملتا جس سے ادب عبارت ہے " [۳]

ادب کا بنیادی وظیفہ کسی قوم کے ذہنی، فکری اور تہذیبی اور نظریاتی زاویوں کو اس طرح نمایاں اور محفوظ کرنا ہے کہ اس کی رگوں میں عصری رعنائیوں کے تازہ عہد کے ساتھ ساتھ ایک ماورائے عصر توانائی بھی موجود ہو۔ اس توانائی

سے آنے والی نسلیں مستفید ہوں۔ ادب ایک طرف زندگی کا عکاس ہوتا ہے تو دوسری طرف سماج کو ایک درست سمت دینے ولا موثر ذریعہ ہے۔ تخلیق کار سماج کا ہی ایک فرد ہوتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ ایک عام فرد معاشرتی ناہمواریوں پر اظہار خیال کرنے کی بجائے اندر ہی اندر کڑھتا رہتا ہے جب کہ تخلیق کار اپنے گردوپیش کا بغور مشاہدہ کرکے اس کا بے لاگ تجزیہ کرتا ہے۔

> " ادب حقیقتاً ایک ریکارڈ ہے ان تمام تجربات واحساسات کا جن سے ایک انسان اپنی اندگی میں دوچار ہوتا ہے گویا بالفاظ دیگریوں کہ سکتے ہیں کہ ادب زندگی کا اظہار ہے الفاظ کے ذریعے سے یا اس لیے جس طرح ادب کی تخلیق زندگی سے ہوتی ہے اسی طرح زندگی کی تخلیق بہت کچھ ادب پر منحصر ہے "(۴)

تحقیق وتنقید کا مادہ انسانی فطرت میں روز اول سے موجود ہے سماجی اور ادبی ترقیاں اسی فطرتی اصول کی بدولت ممکن ہوئی ہیں تحقیق وتنقید کے اس عمل کو انسانی زندگی سے نکال دیا جائے تو زندگی کا عمل جمود کا شکار ہو جاتا ہے تہذیب و تمدن کا کارواں انسان کی اسی فطرت کی بن اپر رواں دواں ہے کسی بھی سچائی اور حقیقت تک رسائی کے لیے تحقیق ایک بنیادی اکائی کی حثیت رکھتی ہے تحقیق کی ہی بدولت عہد قدیم کے گم شدہ ادب سے آگاہی ہوتی ہے۔

تحقیق مجموعی طور پر ایک ایسا راستہ ہے جس پر پہلے سے معلوم حقائق پر اس انداز میں روشنی ڈالی جاتی ہے جس سے معلومات میں مزید اضافہ ہوتا ہے گویا تحقیق نتیجہ نہیں بلکہ طریق کار ہے اور ایک منظم اور باقاعدہ طریق کار ہے جو حدود علم میں وسعت کا باعث بنتا ہے۔کائنات کا ظہور پذیر ہونا اور پیدائش انسانی قدرت کاملہ کی ایک جھلک ہے تحقیق حقیقت کی تلاش اور سچائی کی کھوج کا نام ہے۔ اس کھوج کی ابتدا حضرت انسان کی پیدائش سے ہی شروع ہوگئی، تحقیق وجستجو کا مادہ قدرت کی طرف سے انسان کو ودیعت کیا گیا ہے۔ خالق کائنات نے انسان کو اپنا نائب ہونے کا جو عظیم منصب عطا کیا اس کی امتیازی صفت بھی تحقیق وجستجو کے ساتھ منسلک ہے تحقیق حضرت انسان کی فطری ضرورت ہے۔ بحیثیت اشرف المخلوقات انسان میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیت دوسری مخلوقات سے زیادہ ہے،یہی وجہ ہے کہ اس کے ذہن میں مختلف سوالات جنم لیتے ہیں وہ اپنے سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لیے مختلف ذرائع استعمال کرتا ہے اور جوابات تلاش کرنے کا یہی عمل تحقیق کہلاتا ہے۔

کسی خبر کی حقیقت اور تہ تک پہنچنے کے لیے تحقیق کا عمل ناگزیر ہوتا ہے۔ یہی عمل کھرے اور کھوٹے کے درمیان فرق، اصل اور نقل کی پہچان اور مروجہ حقیقتوں کی تصدیق کا سبب بنتا ہے سچائی کی تلاش اور کھوج کے سلسلہ میں قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق شخص تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو، کہیں کسی قوم کو تم نادانی میں کوئی نقصان نہ پہنچادو کہ پھر اپنے کیے پر پچھتانا پڑے"(۵)

"تحقیق کے معنی ہیں کسی مسئلے یا کسی بات کی کھوج لگا کر اس طور پر اس کی تہہ تک پہنچنا کہ وہ مسئلہ یا بات اصل شکل اور حقیقی روپ میں پوری طرح سامنے آ جائے یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اصل بات یا مسئلہ کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ ایسا کیوں ہے تحقیقی خواہ ادب یا سائنس کی ہو یا زندگی کے کسی بھی شعبے کی اس ی نوعیت اور اس کی منزل یہی ہوتی ہے تحقیقی کا کام سچ کو جھوٹ سے، صحیح کو غلط سے الگ کر کے اصل حقیقت دریافت کرنا ہے"(۶)

تحقیق انگلش میں مستعمل اصطلاح (Re-Search) ریسرچ کا اردو ترجمہ ہے جو نئے و پرانے مسائل کا تجزیہ کرتی ہے وہ شک رفع اور تحیر دور کرتی ہے اس کی مدد سے مسائل کو حل کیا اور سمجھایا جاتا ہے۔ اس کے کارگر ہونے سے نئی حقیقتوں کا ادراک ہوتا ہے جس سے نئے نئے انکشافات جنم لیتے ہیں تجزبات، مشاہدات، نئے حقائق اور نئے انکشافات کی روشنی میں نتائج و نظریات پر نظر ثانی کی جاتی ہے اس سارے عمل کے بدلے میں سماج سے وابستہ افراد اور ادب اپنے اپنے نصب العین کی طرف رواں دواں رہتے ہیں۔

"تحقیق دراصل تلاش و جستجو کے ذریعہ حقائق کو معلوم کرنے اور ان کی تصدیق کرنے کا نام ہے یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے آپ صحیح اور غلط میں امتیاز کرتے ہیں اور پھر صحیح کی مدد سے اپنی منزل کی طرف بڑھتے ہیں جب آپ نے تلاش و جستجو سے جسے آپ تحقیقی یا ریسرچ کا نام دیتے ہیں۔ ''صحیح'' کو تلاش کر لیا تو پھر آپ جو نتائج نکالیں گے جو رائے قائم کریں گے اور جو بات اس کی روشنی میں کہیں گے وہ بھی مستند اور صحیح ہو گی"(۷)

تحقیق و جستجو ہی کائنات میں روانی کی دلیل ہے اس کے ذریعے نوع انسانی پوشیدہ ادبی سرمائے کی کھوج اور حقائق تک رسائی حاصل کرتی ہے کسی امر کو اس کی اصل حالت میں منظر عام پر لے کر آنا تحقیق کے زمرے میں آتا ہے۔ تحقیق عمل سے نامعلوم گمشدہ ادب کو معلومات کے دائرے میں لایا جاتا ہے جس سے ہماری معلومات میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے تحقیقی کے مسلسل عمل کی وجہ سے موجودہ عہد کی ترقی صرف ایک دن کی بات نہیں بلکہ اس کے پیچھے ان گنت ذہنوں کی جہد مسلسل ہے جو صحیح اور غلط میں تمیز کرتے ہیں یہ ان لوگوں کی تحقیقی سوچ اور عمل کا ہی نتیجہ ہیے کہ ادب اور سماج نے زندگی کی رمق کو قائم رکھا ہوا ہے۔

"جہاں تک تحقیق کا تعلق ہے اس سے مراد محض مخطوطوں کو جھاڑ کر زیور طبع سے آراستہ کرنا نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کام صرف متن کی تصحیح ہے۔ تحقیق کا فرض یہ بھی ہے کہ اپنے موضوع کے سلسلے میں مختلف علوم کے تحت ہونے والے کام سے استفادہ کرے "(۸)

ہمارے ہاں تحقیق کے حوالے سے ایک تاثر یہ بھی پایا جاتا ہے کہ پڑھے لکھے افراد لفظ" تحقیق" سے خائف ہیں جب کہ تحقیق ایک دلچسپ سرگرمی ہے جس کا کام ادب کی اصلاح ہے۔

" تحقیق ایسا خائف کرنے ولا عملی کام نہیں سادہ ترین الفاظ میں تحقیق علم کی خاطر ضابطوں اور قاعدوں کا لحاظ رکھتے ہوئے تفشیش اور پڑتال کرنا ہے "(۹)

اسی طرح ڈاکٹر نجم السلام اپنے خیالات کا اظہار کچھ یوں کرتے ہیں۔

" تحقیق ایک انداز کے زیر اثر پروان چڑھتی ہے جو ہمیں چیز کی حقیقت و حکمت جاننے کی طرف مائل کرتا ہے اور بیانات یا مور کی اصلیت کی کھوج لگانے پر آمادہ کرتا ہے یہی علم کا منبع ہے یہی اس کی توسیع یا اضافے کا وسیلہ ہے "(۱۰)

مختصراً یہ کہ تحقیق ایک دلچسپ اور سنجیدہ کام ہے جس سے ادب اور سماج کی ضروریات کو پورا کیا جاتا ہے تحقیق کے ذریعے زبان و ادب میں نت نئے پہلوؤں کو تلاش کی اجاتا ہے۔ان پہلوؤں کی کھوج میں ماضی اور حال یکجا ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے یہ عمل اس حد تک بار آور ثابت ہوتا ہے کہ وہ سماج اور ادب کے معیار میں اضافے اور ترقی کے ضامن کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

تخلیق ادب اور تحقیق کے بعد ادب پارے کی درست کھوج اور معیار کو جانچنے کے لیے تنقیدی عمل کو بروئے کار لایا جاتا ہے جو ادب کے فکری اور فنی پہلوؤں پر روشنی ڈالنے میں معاونت کرتا ہے۔ تحقیق سچائی حقیقت، درستی یقین اور تصدیق جیسے لفظوں ک امجموعہ ہے۔ تحقیق کے ذریعے کسی امر کو اس کی اصل شکل میں دیکھنا مقصود ہوتا ہے اس سے علمی اور ادبی سطح پر پنہاں حقیقتوں کو آشکار کیا جاتا ہے جس کے منطقی اور معروضی عمل درکار ہے جس طرح تحقیق اپنے وجود اور حیثیت کی بدولت علم و ادب میں اہمیت اور اعلی مقام کی حامل ہے اسی طرح تنقید کا مقام و مرتبہ بھی کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ تنقید عربی زبان کا لفظ ہے اب اردو میں مستعمل ہے انگریزی میں اس کے مترادف لفظ (Criticism) ہے۔ اردو اور انگریزی بلکہ تمام زبانوں میں کسی فن پارے کی تحلیل، تشریح، تفسیر اور درجہ بندی کرنے کے عمل کو تنقید کہتے ہیں۔ عربی اور فارسی کی کتب میں چند اور الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں ان میں موازنہ، محاکمہ اور تقریظ اہم نام ہیں۔ تقریظ میں کسی ادب

پارے کی تعریف و تحسین کی جاتی ہے محاکمہ کسی نزاع کی صورت میں شاعروں کے درمیان فیصلے کی ایک کڑی ہے خواہ وہ شاعروں کی زندگی میں ہو یا بعد میں جب کہ موازنہ یا دو یا دو سے زیادہ شعراء کے کلام کا تقابلی مطالعہ ہے۔

" تنقید کے لیے کوئی جامع وضع کی جا سکتی ہے یا نہیں میرے خیال میں اس کے لیے پرکھ کا لفظ سب سے زیادہ موزوں ہے اس میں تعارف، ترجمانی اور فیصلہ سب آ جاتے ہیں پرکھ کے الفاظ کے ساتھ ہمارے ذہن میں ایک معیار یا کٹوتی آتی ہے۔ نقاد میں ایسا ایک معیار ضروری ہے"۔(۱۱)

تنقید سے کسی ادب یا فن پارے کی خوبیوں اور خامیوں کا مطالعہ کیا جاتا ہے اس کے ذریعے تخلیق کی ادبی حیثیت کو جانچا جاتا ہے۔ تنقید کی بدولت فن پارے میں اچھے پہلوؤں کی نشاندہی کی جاتی ہے اور جائزے لے کر برے پہلوؤں پر بھی رائے دی جاتی ہے تنقید اصل میں کھرے اور کھوٹے کی پہچان کے عمل کا نام ہے۔

“The art or science of literary criticism is devoted to the comparison and analysis to the interpretation and evaluation of the works of literature”(12)

" تحقیق یہی کام کرتی ہے کہ وہ تنقید کی بنیادوں کو درست کر دیتی ہے وہ فکر اور نتائج کو صحیح راستے پر ڈال دیتی ہے اگر اردو تنقید اپنی بنیاد تحقیق پر قائم کرے اور ہمارے نقاد تحقیقی و تنیقد کا ملاک ایک کر دیں تو اس سے نہ صرف اردو تنقید کا معیار اور وقار بلند ہو جائے گا بلکہ تنقید وہ کام انجام دے سکے گی جو اس کا منصب ہے۔"

ادبیات میں سب سے بلند چیز تخلیقی ادب ہے جس کے ذریعے زندگی کی تشریح کی جاتی ہے اس غور و فکر سے جو نتیجہ آئے وہی تنقید کا اصول مقصد ہو گا۔

" اب تک ہماری تنقید سماج یا ادب کے بارے میں لمبی چوڑی باتیں کرتی رہی اور انفرادی طور سے افسانوں یا نظموں پر غور کرنے سے کتراتی رہی ہے۔ اصول سازی اور اصول بازی اب تو ایک افسانہ یا ایک نظم لے کر اس کا پوسٹ مارٹم ہونا چاہیے"(۱۳)

تنقید کے منصب کو وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ تنقید ایک بے لاگ کوشش کا نام ہے جس کے ذریعے ادب اور اندگی کا مطالعہ کرنا درکار ہوتا ہے اور تنقید کے واسطے سے اس مطالعہ کے مختلف طریقوں اور اصولوں پر گفتگو کی جاتی ہے۔

ادب میں تین مختلف قوتیں سر گرم کار پائی جاتی ہیں ایک قوت تصنیف دوسری قوت لذت اور تیسری قوت انتضاد ان تینوں قوتوں میں اول الذکر دو قوتوں کا وجود پہلے سے پایا جاتا ہے اس کے بعد قوت انتضاد اپنا کام کرتی ہے جو نہی ایک شخص کو اس کا احساس ہوتا ہے کہ ایک سے زائد چیزوں میں سے کسی خاص چیز کو ترجیح دینا چاہیے۔ تنقید کا عمل شروع ہو جاتا ہے یہ عمل اصل میں ادب ک نئی سمت اور راہ پر گامزن ہونے کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

> " رہا تنقید کا معاملہ تو اس کا کام ادب کی تقویم اور تشریح ہے وہ نہ صرف ادبی تریر کو غیر ادبی تحریر سے تمیز کرنے پر قادر ہے بلکہ ادبی تحریری کے معیار، ساخت اور مزاج کا تجزیہ بھی کرتی ہے "(۱۴)

ادب میں نئے رجحانات، بدلتے ہوئے حالات اور ان کے نتیجے میں پیدا ہونے والے نئے نئے خیالات و نظریات کے زیر اثر پیدا ہوتے ہیں جب معیار تبدیل ہو جائے تو اقدار نئی صورتیں اختیار کرتی ہیں ایسی صورت حال میں ادب پر بھی اثرات مرتب ہوتے ہیں ان تبدیلیوں کا اثر تنقید پر بھی نمایاں ہوتا ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ تنقید ادب کی مختلف اصناف میں ان تبدیلیوں کو شعوری طور پر وجود میں لانے کے لیے تحریک کا کام کرتی ہے وہ براہ راست یا بالسوسطہ طور پر ادب کو نئے راستے دکھاتی ہے اور ان راستوں پر تخلیق کاروں کو گامزن کرتی ہے کیونکہ شاعر ہو یا ادیب سماج کے سب سے زیادہ حساس افراد ہونے کی وجہ سے سماجی، سیاسی، ثقافتی حتیٰ کہ تمام قسم کی تبدیلیوں کا اثر ان پر سب سے زیادہ اور زیادہ ہوتا ہے۔

> "تخلیق ادب کے حوالے سے ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ تخلیق کار کے لیے تنقید نئی سمت کا تعین کرتی ہے وہ ان کے نئے جنون کے لیے ویرانوں کو تلاش کرتی ہے اور انہیں اس افق پر پرواز کرنے کے لیے نئے انداز سکھاتی ہے اس اعتبار سے تنقید کا منصب بہت بلند ہے اور وہ ادب کی دنیا میں منفرد مقام پر فائز نظر آتی ہے "(۱۵)

تنقید ادب کو سمجھنے کی صلاحیت کو فروغ دیتی ہے اور قاری کو ادب شناسی ک راہ سکھاتی ہے یہ رفتہ رفتہ قاری میں ایسا ذوق پیدا کر دیتی ہے کہ وہ ادب کی قدر و قیمت کا تعین کر سکے اور اس سے پوری طرح لطف اندوز ہو سکے تنقید سے قاری اور فن پارے کے درمیان رابطے کا کام لیا جاتا ہے جس سے فن پارے کو جانچنے اور پرکھنے میں آسانی رہتی ہے۔ تنقید فن پارے میں خوبیوں اور خامیوں کی نشان دہی کرتی ہے اور وہ اسباب دریافت کرتی ہے جن اسباب نے فن کار کو یہ ادبی کاوش پیش کرنے پر آمادہ کیا ہوتا ہے نیز تنقید یہ بھی طے کرتی ہے کہ اس فن پارے کا دب کی دنیا میں کیا مرتبہ ہے۔ بہترین تنقید اچھے برے کا دوٹوک یا فوری فیصلہ کرنے سے گریز کرتی ہے اس کے لیے تنقید فن پارے کی قراحت، اس کی تشریح اور

ترجمانی اور بعض اوقات تحلیل و تجزیے سے کام لے کر قاری کی مدد کرتی ہے اور یوں تنقید زندگی کو تخلیقی بنانے میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

> "تنقید کے مختلف منصب بتائے گئے ہیں تحسین، تشریح، حسن و قبح کی توضیح، تجزیہ ، فن پارے کی قدر کا تعین وغیرہ۔ مگر تنقید کا سب سے مفید کام یہ ہے کہ وہ زندگی کو زیادہ سے زیادہ بنانے کے متعلق سوال اٹھاتی ہے "(۱۶)

اردو ادب کے تمام ادوار میں تنقید نے اہم کارنامے انجام دیے ہیں اس نے ادبی تخلیق کے سلسلے کو قائم اور باقی رکھا ہے اس کی بدولت تخلیقی فن کار، ادیب اور شاعر ادبی تخلیق کی طرف راغب ہوئے اس نے حالات کی مزاج دانی کی اور تخلیقی فن پاروں میں مزاج دانی کے اس شعور کو پیدا کیا ہے اس نے تخلیق کے فر سکھائے ہیں اس نے جو ادب و آداب ہیں ان سے تخلیقی فن کاروں اور قاریوں دونوں کو آشنا کیا ہے زندگی انفرادی اور اجتماعی طور پر جو تقاضے کرتی ہے تنقید نے ہمیشہ اس کا احساس دلایا ہے۔ خیر و شر کی آویزش میں اس نے ہر دور میں جن کی قدروں کے درست خدوخال نمایاں کیے ہیں اس نے کینے کے ڈھنگ سکھائے۔ زندہ رہنے کے آداب کو شخصیتوں کا جز بنایا ہے اس نے حسن و جمال کی نئی نئی قدروں کی نہ صرف ترجمانی کی ہے بلکہ ان اقدار کو عام کرنے کا ایک ماحول پیدا کیا ہے اور اس طرح ہر اعتبار سے زندگی کے ہاتھوں میں ایسی مشعلیں دے رہی ہیں جن سے دور تک اجالا پھیلا ہے اور روشنی کے دریا موجزن ہوتے ہیں جیلانی کامران تحریر کرتے ہیں:

> "ادبی رسم و سلوک کا نام تنقید ہے یعنی تنقید کی تعلیم ادب تک رسائی حاصل کرنے کے آداب سکھاتی ہے۔ تنقید ادب پارے اور قاری کے درمیان معنوی اور فنی اشتراک کو پیدا کرتی ہے اور چونکہ ہمارا تخلیق کیا ہوا ادب، ادبی اور فنی روایت سے تعلق رکھتا ہے "(۱۷)

تنقید کا سفر صدیوں پر محیط ہے اس سفر میں ادب سے انسانی دلچسپی کا رشتہ بھی زمانہ قدیم سے ہے جنگلوں بیابانوں اور غاروں میں رہنے والے لوگوں نے اس کا اظہار مختلف جانوروں کی تصویر گری سے کیا ہے۔ زبانی روایت کرنے والوں نے اسے قصے کہانیوں اور داستانوں کی شکل میں پروان چڑھایا۔ ان تمام تخلیق کاروں کے ہاں فطری تنقیدی نقطہ نظر کا موجود ہونا لازمی امر تھا۔ جسے تخلیق اور تنقید کے باہمی ربط کی مدد سے سمجھا جاسکتا ہے کہ کوئی بھی فن پارہ جب کسی فن کار کے ذہن میں اپنا ہیولا ظاہر کرتا ہے تو فن کار کے ذہن میں اس کے بے شمار رنگ اور گوشے دکھائی دیتے ہیں فن کار لا کر ادب کی تخلیق کرنا مقصود ہوتا ہے۔

"نقد ادب کا ادب سے وہی رشتہ ہے جو ادب کا زندگی کے ساتھ اور ادب چونکہ انسان ہی تخلیق کرتا ہے انسان ہی اس کا موضوع ہوتا ہے اور انسان ہی اس کا مخاطب اس لیے تنقید میں جو بھی مشین استعمال ہو انسانی کی آقا نہ بننے پائے"(۱۸)

تنقید ہر دور کے ادب کے لیے بڑی اہمیت کی حامل ہے اس کے ذریعے تجزیے اور تشریح کا کام لیا جاتا ہے جس کے بعد اصول بھی مرتب کرنے میں معاونت کرتی ہے۔

"ایک تو وہ جس میں زندگی کی اقار کا پتا لگایا جائے اور دوسرے وہ جس میں ادب کی فنی اور جمالیاتی اقدار کی جستجو کی جائے" (۱۹)

زمانہ، تہذیب وثقافت، تمدنی ومذہبی پہلو اپنے اثرات مرتب کیرتے ہیں جن سے ادب کو نیا رخ میسر آجاتا ہے۔ تنقید کی ضرورت واہمیت کی جب بات کی جاتی ہے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ دنیا کے مختلف حصوں اور قوموں میں مخصوص قسم کے ادب کی تشکیل ہوتی رہی لیکن جب علوم انسانی نے ترقی کی اور ایک خطے کے لوگوں سے دوسرے خطے کے لوگوں سے رابطے فروغ پانے لگے تو یہ ادبی نظریات بھی محدود دائرے سے نکل کر اپنا حلقہ اثر بڑھانے لگے۔ تخلیقی ادب کے سفر کو فعال اور متحرک بنانے کے لیے تنقید ادب کے پہلو بہ پہلو چلتی ہے اور یوں وقر کے سات ساتھ تنقید کے فریضے اور دائرہ کار میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔

"ہمیں صرف اس تنقید سے سروکار ہے جو زندہ تخلیقی سرگرمیوں میں سے کسی نہ کسی قسم کا تعلق ضرور رکھتی ہے چاہیے موافقت کا چاہے مخالفت کا ایسی تنقید چونکہ براہ راست تخلیقی سرفرمیوں کا حصہ بن جاتی ہے اس لیے اس کا فریضہ ہر زمانے میں مختلف ہوتا ہے" (۲۰)

زبان ادب کی تحقیق میں تو تنقید کا بڑا کلیدی کردار ہے اس میں تحقیقی موضوع پر حاصل کیے گئے مواد کو فنی وفکری دونوں لحاظ سے پرکھا جاتا ہے۔ جو زبان وادب کے معیار اور وقار میں بلندی کا سبب بنتا ہے۔ تحقیقی ادب کے بعد تحقیق و تنقید میں جو ربط ہے اس کی افادیت سے انکار ممکن نہیں۔ محقق کے سامنے کوئی ٹھوس مواد نہیں ہوتا وہ اپنی ابتداء ایک مفروضہ یا خیال سے کرتا ہے اور جستجو وعرق ریزی کے بعد کوئی شے دریافت کرتا ہے یہ سارا عمل تحقیق سے متعلق ہے جب کسی ادب پارے یا چیز کو تلاش کر لیا جاتا ہے تو اس کے بارے میں رائے لگانا اس کے دیگر معاملات کا تعین کرنے کے لیے ایک تنقیدی شعور کی ضرورت ہوتی ہے اس تنقیدی شعور کے بغیر محقق محض قیاس آرائی کی بنیاد پر غلط فیصلہ دے دے اس کے برعکس نقاد کے سامنے ٹھوس مواد ہوتا ہے وہ اس مواد کی چھانپ پھٹک کر کے اچھائیوں یا برائیوں کی نشان دہی کرتا ہے اور بعض اوقات اس کے لیے اسے تقابلی مطالعے کے عمل سے بھی گزرنا پڑتا ہے یہاں اسے تحقیقی شعور کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ یہ

احتمال ہو سکتا ہے کہ دستیاب مواد کے بارے میں اس کی رائے صائب نہ رہے۔ دونوں صورتوں میں تحقیق و تنقید کے عمل سے گزرتے ہوئے ایک دوسرے کی معاونت نہایت ضروری ہے۔

"تنقید کا ایک اہم منصب یہ ہے کہ وہ اپنے نازک اور احساس آلات کی مدد سے نہ صرف کسی دور کے پورے ادب میں روایت پرستی کے رجحان کی نشاندہی کرے بلکہ ادیب کے ہاں ابھرنے والی تقلیدی روش کو منظر عام پر لا کر اس کے استحصال میں بھی مددگار ثابت ہو"(۲۱)

المختصر تخلیق، تحقیق و تنقید کو چولی دامن کا ساتھ ہے۔ تحقیق اور تنقید دونوں کو اپنی پاسداری کے لیے ایک دوسرء کا ساتھ درکار ہوتا ہے زبان و ادب کی تحقیق میں تو تنقید کا بڑا کلیدی کردار ہے۔ اس میں تحقیقی موضوع پر حاصل کیے گئے مواد کو فنی و فکری دونوں لحاظ سے پرکھا جاتا ہے۔ جا زبان وادب کے معیار اور وقار میں بلندی کا سبب بنتا ہے۔ اگرچہ تحقیق اوت تنقید دو مختلف الفاظ ہیں۔ لیکن ان کا مقصد اور منزل ایک ہوتی ہے۔ ایسا وقت بھی آتا ہے جہاں ان کی ہیئتی حیثیت تو مختلف ہوتی ہے گر ان کی معنوی حیثیت ایک ہی ہوتی ہے۔

تنقید اور تخلیق کے درمیان ایک اور رابطہ ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے مشکل راہ ہوتی ہیں اس بحث میں پڑے بغیر کیا ان دونوں میں کسے اولیت ہے۔ اگر ہم ادب کی تاریخ کا جائزہ لیں تو پتہ چلے گا کہ یہ دونوں صلاحیتیں ایک دوسرے سے باہمی ربط کی بدولت ادب کے فروغ میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ القرآن سورہ یونس آیت نمر ۲۲

۲۔ نیاز فتح پوری، ادبیات اور اصول نقد، مشمولہ پاکستانی ادب مرتبین رشید امجد، فاروق علی، ایف جی سرسید کالج راولپنڈی، جنوری ۱۹۸۶ ص ۲۲

۳۔ ابوالخیر کشفی، سید، ادب اور قومی شعور مشمولہ پاکستانی ادب مرتبین رشید امجد، فاروق علی، ایف جی سرسید کالج راولپنڈی، جنوری ۱۹۸۶ ص ۴۹۳

۴۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر، ادبی تحقیق، مجلس ترقی ادب، لاہور ۱۹۹۴ ص ۱۱

۵۔ القران سورت الحجرات آیت نمبر ۶

۶۔ جمیل جالبی، ڈاکٹر تنقیدی و تحقیقی موضوعات پر لکھنے کے اصول، معشمولہ پاکستانی ادب مرتبین رشید امجد، فاروق علی، ایف جی سرسید کالج راولپنڈی، جنوری ۱۹۸۶ ص ۱۶۳

۷۔ جمیل جالبی،ڈاکٹر تنقیدی و تحقیقی موضوعات پر لکھنے کے اصول، معشمولہ پاکستانی ادب مرتبین رشید امجد ،فاروق علی، ایف جی سرسید کالج راولپنڈی، جنوری ۱۹۸۶ص ۱۴۳

۸۔ مکالمات وزیر آغا، مرتبہ انور سدید،ڈاکٹر مکتبہ فکر وخیال،لاہور ۱۹۹۹ص ۱۰۷

۹۔ قاضی عبدل قادر،ڈاکٹر تصنیف و تحقیق کے اصول، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ۱۹۹۲ص ۵۵

۱۰۔ نجم الاسلام،ڈاکٹر تحقیق کے روایتی اسلوب مشمولہ تحقیق اور اصول و اصطلاحات ،مرتبہ اعجاز راہی، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ۱۹۸۶ص ۱۴۷

۱۱۔ آل احمد سرور، تنقید کیا ہے ؟ مشمولہ تنقیدی نظریات ،احتشام حسین سید، عشرت پبلشنگ ہاؤس،لاہور س۔ن ص ۲۵۷۔۲۵۸

۱۲۔ Ja cuden the pengum dictionary of literary terms and literary theories ,new York ,USA 1982 page 207

۱۳۔ حسن عسکری، محمد ستارہ بادبان، مکتبہ سات رنگ، کراچی، ۱۹۶۳ص ۱۰۸

۱۴۔ وزیر آغا،ڈاکٹر تنقید اور جدید اردو تنقید، انجمن ترقی اردو، کراچی ۱۹۸۹ص ۱۸۔۱۲

۱۵۔ عبادت بریلوی،ڈاکٹر اردو تنقید میں جدید اجحانات، مشمولہ پاکستانی ادب مرتبین رشید امجد، فاروق علی، ایف جی سرسید کالج راولپنڈی، جنوری ۱۹۸۶ص ۵۱

۱۶۔ سجاد باقر، رضوی تہذیب و تخلیق، ادب جدید، لاہور، ۱۹۶۶ص ۵۰

۱۷۔ جیلانی کامران، تنقید کا نیا پس منظر، مشمولہ پاکستانی ادب مرتبین رشید امجد، فاروق علی، ایف جی سرسید کالج راولپنڈی، جنوری ۱۹۸۶ص ۶۹

۱۸۔ مظفر علی، سید، تنقید کی آزادی، دستاویز مطبوعات، لاہور، س ن

۱۹۔ عبادت بریلوی،ڈاکٹر اردو تنقید کا ارتقا، انجمن ترقی اردو، کراچی، ۲۰۰۱ص ۵۶

۲۰۔ حسن عسکری، محمد ستارہ بادبان، مکتبہ سات رنگ، کراچی، ۱۹۶۳ص ۱۰۸

۲۱۔ وزیر آغا،ڈاکٹر تنقید اور تقلید، مشمولہ دائرے اور لکیریں، مکتبہ فکر وخیال لاہور، ۱۹۸۶ص ۱۳۴